ستم گر

نوال احمد

ناولٹ

وقار ہاؤس کے در و دیوار کچن سے نکلتی اشتہا انگیز خوشبوؤں سے مہک رہے تھے، وقار الحسن اور بیگم وقار الحسن نے ڈائننگ ہال میں قدم رکھا تو شاندار ناشتے کا اہتمام دیکھ کر خوش ہو گئے، آج ایمان ان کے ساتھ واک پر نہیں گئی تھی، نانا، نانی اور نواسی نماز کے بعد روز قریبی پارک واک کے لئے جاتے، آج سنڈے تھا اور ایمان کا اسپیشل بریک فاسٹ بنانے کا پلان تھا۔

''ارے واہ! آج تو ہماری بیٹی نے دل خوش کر دیا۔'' حلوہ پوری اور چنے دیکھ کر ہی ان کا دل خوش ہو گیا تھا۔

''بیرسٹر صاحب! آپ کے لئے نہیں ہے یہ سب، آپ بھول گئے ہیں کہ آپ کو ہارٹ پرابلم ہے، آپ اپنا پرہیزی کھانا ہی کھائیں گے۔'' حلوہ پوری کی طرف ان کے بڑھتے ہاتھ دیکھ کر بیگم وقار نے انہیں بڑے رعب سے ٹوکا اور حلوے کا ڈونگا لاتی ایمان ہنس دی، وقار الحسن کا رعب ساری دنیا پر چل سکتا تھا لیکن اپنی بیگم پر نہیں، ان دونوں کے درمیان یونہی نوک جھونک جاری رہتی اور ایمان ہنستی رہتی۔

''نانو! آج تو نانا ابو کو چھٹی دے دیں بے چارے دیکھیں کیسے معصوم لگ رہے ہیں۔'' کرسی گھسیٹ کر بیٹھتی وہ نانا ابو کی اتری ہوئی شکل دیکھ کر بول اٹھی، اس کی بات پر جہاں نانا ابو کا قہقہہ چھوٹا وہیں نانو بھی کھل کر ہنس دیں۔

''ڈاکٹر ہو کر مریض کو خطرے میں ڈال رہی ہو، پھر کچھ ہوا تو خود ہی سنبھالنا۔'' نانا ابو کو مزیدار ناشتے سے انصاف کرتا دیکھ کر نانو کی بڑبڑاہٹ عروج پر تھیں۔

''فکر نہ کریں، ناشتے کے فوراً بعد ٹیبلٹ دے دوں گی، نانا ابو آج آپ عیش کریں۔''

''شاباش میری بیٹی! دیکھو اسے کہتے ہیں

Primenovels.blogspot.com
Primenovels.blogspot.com

رحم دلی، اللہ تمہیں جزا دے۔'' وقار الحسن نے پیار سے قریب بیٹھی ایمان کو ساتھ لگاتے ہوئے کہا تو وہ دونوں نانا نواسی، نانو کو گھورتی نظروں سے دیکھتے پا کر اپنی ہنسی کنٹرول کرنے میں ناکام رہے اور ڈائننگ ہال قہقہوں سے گونج اٹھا۔

ایمان کی ہنسی کو بریک دروازے میں کھڑے شخص کو دیکھ کر لگی، ان دونوں نے بھی محسوس کیا، تبھی دروازے میں کھڑے اپنے جوان پوتے پر نظر پڑتے ہی بجھ گئے۔

''گڈ مارننگ گرینڈ ماما، پاپا!'' آگے بڑھ کر وہ بیگم وقار کے برابر والی کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔

''گڈ مارننگ...... مائی سن! آج کیسے صبح صبح اٹھ گئے۔'' عام دنوں میں بھی وہ کم ہی ناشتہ کرتا کبھی ایک کپ چائے یا ایک توس یا بوائل انگ اور ویک اینڈ پر تو اس کی آنکھ بارہ ایک بجے ہی کھلتی تھی۔

''پتا نہیں نیند ہی نہیں آ رہی تھی، صبح بابا کا فون آیا بعد میں نیند ہی نہ آئی۔'' گلاس میں جوس ڈالتے وہ عام سے لہجے میں تفصیل بتا رہا تھا۔

''خیر تھی، صبح صبح نعمان کا فون آیا۔'' نانو کو فکر ہونے لگی تھی۔

''جی گرینڈ ماں، آفس کا کوئی کام تھا اسی سلسلے میں بابا سے تھوڑی انفرمیشن چاہیے تھی، بابا نے وہی بتانے کے لئے فون کیا تھا۔''

''زاویار! اٹھ گئے ہو تو یار ہمارے ساتھ ناشتہ ہی کر لو۔''

''واؤ آج تو بڑا Dielicious breakfast بنا ہے۔'' تین طرح کے حلوے پوریاں اور بھنے ہوئے مصالحہ دار چنے، دیکھ کر بے ساختہ اس کے منہ سے نکلا۔

''بھئی ہماری بیٹی نے اپنے ہاتھ سے بنائے ہیں، کھا کر دیکھو، بڑا ذائقہ ہے ایمان کے ہاتھ میں۔'' وقار صاحب کی بات سن کر زاویار کے بڑھتے ہاتھ تھم گئے، اس نے ایک نظر اپنے سامنے بیٹھی ایمان پر ڈالی جو پلیٹ پر جھکی یوں بے نیاز بیٹھی تھی جیسے اس نے زاویار کی آمد کا نوٹس ہی نہ لیا ہو، زاویار کے چہرے کی مسکراہٹ غائب ہو گئی۔

''خان بابا! مجھے ناشتہ بنا دیں۔'' بیٹھے بیٹھے اس نے آواز دے ڈالی۔

''میں بنا دیتی ہوں، خان بابا شاید سرونٹ کوارٹر جا چکے ہیں۔'' حلق میں پھنسے آنسوؤں کو اندر اتارتے اس نے اٹھتے ہوئے کہا، اس سے بیٹھنا محال ہو گیا تھا جبھی اٹھ کھڑی ہوئی۔

''نو تھینکس، گرینڈ ماں جب خان بابا آئیں گے تو ناشتہ میرے کمرے میں بھجوا دیجئے گا۔'' سختی سے کہتے وہ ڈائننگ ہال سے نکل گیا۔ بیکی اور خفت کے احساس سے ایمان دہکنے لگی اور اپنے کمرے میں چل دی، وقار الحسن اور بیگم وقار نے بیک وقت ایک دوسرے کو دیکھا، دونوں کی آنکھوں میں چھا جانے والی اداسی کتنی جان لیوا تھی، بھاری دل لئے وہ خاموش بیٹھے رہے۔

☆☆☆

گیٹ کے قریب گاڑی رکنے کی آواز پر اس نے چونک کر اس جانب دیکھا، فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھولتا زاویار باہر نکلا تھا جبکہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھی مہک ذوالفقار سٹریٹ لائٹ اور گیٹ کے پلرز پر لگے فانوسوں کی روشنی میں واضح دکھائی دے رہی تھی، گھوم کر زاویار ڈرائیونگ سیٹ کی طرف آ گیا اور گاڑی کے کھلے شیشے سے جھانکتا جھکا ہوا کچھ کہہ رہا تھا، جانے اس نے کیا کہا تھا کہ مہک کھلکھلا اٹھی تھی اور

تھوڑی دیر بعد زاویار گیٹ پار کرتا اندر کی طرف غائب ہو چکا تھا، ٹیرس پر کھڑی ایمان ریلنگ سے ہٹ کر وہ کرسی پر بیٹھ گئی اور بیک سے سر ٹکا کر آنکھیں موند لیں، کتنا تکلیف دہ احساس ہوتا ہے کسی اپنے کو کسی اور کے ساتھ دیکھ کر، لیکن وہ اس کا اپنا تھا ہی کب، وہ تو شروع سے مہک ذوالفقار کا دیوانہ تھا، وہ ہی پاگل تھی جو جانے کب سے اسے دل میں بسائے بیٹھی تھی، اسے یاد تھا کہ بچپن میں بھی جب مہک آ جاتی تو وہ ایمان کو یکسر بھول جاتا اور مہک سے کھیلتا، دونوں کرکٹ کھیلتے، ایک دوسرے سے اپنی چھوٹی چھوٹی باتیں شیئر کرتے اور کبھی تو سائیکلنگ کرنے نکل جاتے، کبھی شاید یاد آنے پر زاویار ایمان کو بھی اپنے ساتھ کھیلنے کی آفر دیتا مگر وہ انکار کر دیتی، پھر آہستہ آہستہ وہ خود ہی ان سے دور ہو گئی، نانا ابو اور نانو اسے کہتے کہ وہ زاویار کے ساتھ کھیلا کرے لیکن اسے ان دونوں کا اسے اگنور کرنا یاد آتا تو وہ انکار کر دیتی، پھر تو معمول بن گیا زاویار جب بھی چھٹیاں گزارنے لاہور آتا یا تو مہک ٹپک پڑتی یا زاویار ان کی طرف چلا جاتا، پھر آہستہ آہستہ وقت گزرتا گیا، ایمان نے کتابوں میں پناہ ڈھونڈ لی تھی، ماموں جان کے وقار ہاؤس آنے پر زاویار سے ملاقات ہو جاتی، وہ بہت بڑا اور بہت ہی پیارا ہو گیا تھا، وہ جب بھی ملتے رسمی گفتگو ہی کرتے، زاویار زیادہ تر اس سے پڑھائی کے متعلق ہی دریافت کرتا، ایک دن وہ لان میں بیٹھی رٹے لگانے میں مگن تھی، کسی احساس کے تحت اس نے نظریں اٹھا کر اردگرد دیکھا تو اسے پلر سے ٹیک لگائے کھڑا زاویار جو جانے کب سے اسے دیکھ رہا تھا۔

''اف...... ایسے اردگرد کا ہوش بھلائے پڑھنے میں مگن تھی کہ کوئی آ کر بے شک گھر کا صفایا

Primenovels.blogspot.com
Primenovels.blogspot.com

کر جائے تمہیں پتا نہ لگتا۔" مسکرا کر کہتا وہ اس کے قریب ہی گھاس پر بیٹھ گیا، ایمان چپ بیٹھی رہی کیا کہتی بھلا۔

"ویسے تم اچھی خاصی بڑی ہوگئی ہو اور پیاری بھی، کون سی کلاس میں ہو۔" ناسمجھی سے اسے دیکھتے اس نے آہستگی سے جواب دیا۔

"سیکنڈ ائیر۔"

"ہوں، آگے کون سی فیلڈ میں جانے کا ارادہ ہے۔"

ان دنوں زاویار انگلینڈ سے تعلیم مکمل کر کے آیا تھا آگے پاکستان سے ہی کرنے کا ارادہ تھا کیونکہ ماموں ممانی اپنی اکیلی اولاد کے لئے اداس ہو جاتے تھے، ان چار سالوں میں وہ جب بھی پاکستان آیا اس کی ایمان سے اتفاقاً کوئی ملاقات نہ ہوئی یا شاید ایمان دانستہ ایسا کرتی تھی۔

"میڈیکل۔" حیرت زدہ سی وہ صرف اتنا کہہ پائی، جانے کیوں وہ کنفیوز ہو رہی تھی۔

"گڈ...... تو ڈاکٹر بننا ہے، ویسے تم جیسی سوفٹ اور پولائٹ لڑکی کو میڈیکل سوٹ نہیں کرتا ہے۔" وہ حیران تھی کہ وہ کیسے مزے سے بیٹھا اس سے باتیں کر رہا تھا جبکہ پہلے...... ہاں شاید وہ اب بڑا ہو گیا تھا اور سمجھدار بھی۔

"یار! تم بولتی نہیں ہو، گرینڈ ماں تو کہتی ہیں تم خوب رونق لگاتی ہو گھر میں، کہیں تم مجھ سے بات کرتے کنفیوز تو نہیں ہو رہی؟" خوبصورت کلیوں والے فراک میں ملبوس، بالوں کی ڈھیلی سی چٹیا کیے وہ بہت سادہ اور خوبصورت لگ رہی تھی، اس کی گندمی رنگت میں بلا کی کشش اور ملائمت تھی، بے اختیار ہی وہ اس کا جائزہ لینے لگا تھا، اس سے پہلے کہ وہ کوئی جواب دیتی مہک کی آواز پر دونوں نے بیک وقت اسے چونک کر دیکھا، اسے دیکھتے ہی وہ مسکرا کر اٹھ کھڑا ہوا، جبکہ مہک کی نظروں کی ناگواری محسوس کر کے وہ کتابیں سمیٹ کر اندر چلی گئی۔

"مہک! موڈ کیوں آف ہے؟"

"میرا کیوں آف ہوگا موڈ...... اگر تم بزی نہیں ہو تو لانگ ڈرائیو پر چلیں۔" اپنے لہجے کو ہموار کرتے اس نے کہا۔

"I am ready As you wish dear۔" بھرپور دل سے کہتے اس نے کہا تو مہک مسکرا دی۔

"زاویار...... تم ایمان سے کیا باتیں کر رہے تھے۔" اس کی سوئی وہیں اٹکی تھی، اس کی نظروں سے تو وہ منظر ہی غائب نہ ہو رہا تھا جب زاویار بڑے مگن انداز میں ایمان پر نظریں جمائے ہوئے تھا۔

"اوہ...... آئی سی، تم میم کا موڈ اس لئے آف تھا۔" انداز چھیڑنے والا تھا۔

"نہیں جی، ایسی تو کوئی بات نہیں۔"

"ڈیئر! شک کی بو تو آ رہی ہے، ویسے فکر نہ کرو زاویار حسن کے دل میں صرف تمہاری جگہ ہے۔" وہ مسکرا کر کہتے شرارت سے اس کے قریب ہوا تو مہک نے اسے پیچھے کرتے ہوئے خود سے دور کیا۔

"ڈرائیونگ پر دھیان دو۔"

"ظالم لڑکی! تمہارے ہوتے ہوئے تو کہیں دھیان نہیں جاتا۔" جان بوجھ کر چھیڑنے کے لئے اس نے کہا تو مہک کا قہقہہ چھوٹ گیا۔

☆☆☆

وقار الحسن اور آمنہ وقار کی دو اولادیں تھیں، سب سے بڑا نعمان، اس سے چھوٹی زرمین، وقار الحسن وکالت کے شعبے سے منسلک تھے اور ہائی کورٹ میں جج تھے جبکہ آمنہ وقار یونیورسٹی میں

پروفیسر تھیں، ان دونوں نے بہت ہی پرسکون اور خوشحال زندگی گزاری تھی، زندگی نے بہت بڑا دکھ یہ دیا کہ ان کی اکلوتی بیٹی ایک کار ایکسیڈنٹ میں اپنے شوہر کے ہمراہ بھری جوانی میں اس دنیا سے رخصت ہو گئی تھی، ایمان تب تین سال کی تھی اور خوش قسمتی سے زرمین اس دن کسی دعوت میں جانے کی غرض سے آمنہ بیگم کے ہاں اسے چھوڑ گئیں تھیں، اس طرح ایمان ان کی گود میں آ گئی اور آج تک دونوں میاں بیوی نے اسے بے حد پیار اور دنیا جہاں کی آسائشیں دی تھیں، ایمان کے لئے ماں، باپ، بہن بھائی اور دوستوں جیسے سب رشتے اس ایک رشتے میں قید تھے اس کے نانا ابو اور نانو، جن سے وہ اپنی جان سے زیادہ پیار کرتی تھی۔

نعمان فوج میں اعلیٰ عہدے پر فائز تھا اور اس کا پیشہ ایسا تھا کہ کبھی کہیں ٹرانسفر اور کبھی کہیں، کافی عرصے سے وہ کراچی میں تھا، نعمان ان کا اکلوتا بیٹا زاویار تھا، چھٹیوں میں وہ لوگ زیادہ تر لاہور آ جاتے، زاویار کی خالہ بھی ڈیفنس میں ان کے گھر سے کچھ فاصلے پر ہی رہتیں تھیں، مہک، زاویار کی ہم عمر تھی اور شکل و صورت کے لحاظ سے بہت سوں کو مات دیتی تھی، البتہ بے حد مغرور تھی، ایمان سے تو اسے کوئی خاص پرخاش تھی، زاویار کے حوالے سے اسے ایمان سے ہر وقت خطرہ رہتا تھا، لیکن وہ جانتی تھی کہ زاویار اس میں انٹرسٹڈ ہے اور ایمان سے اسے کوئی کنسرن نہیں۔

☆☆☆

"وقار! مجھے لگتا ہے ہم نے ایمان کے ساتھ زیادتی کر دی ہے، زاویار مہک میں انٹرسٹڈ ہے، آپ نے اس دن اس کا رویہ دیکھا تھا۔" پرسوچ لہجے میں کہتی آمنہ وقار بڑی پریشان اور متفکر دکھ رہی تھیں۔

"آمنہ! تم فکر نہ کرو سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

"کیسے ہو جائے گا ٹھیک آج تک تو نہ ہوا، پانچ سال ہونے والے ہیں ان کے نکاح کو لیکن زاویار کا رویہ پہلے سے بھی برا ہوتا جا رہا ہے، مجھے نہیں لگتا کہ یہ رشتہ زیادہ دیر چل سکتا ہے، میرا دل بہت پریشان ہوتا ہے۔"

"اس بار نعمان آئے گا تو میں اس سے بات کروں گا، ہمیں اب رخصتی کر دینی چاہیے۔" ان کی بات سن کر وہ حق دق سی انہیں دیکھتی رہ گئیں۔

"وقار! ایک بار پھر سوچ لیں۔" لیکن وقار الحسن نے ایک بار فیصلہ کر لیا تھا، دروازے سے ہٹ کر ایمان اپنے کمرے میں چلی گئی۔

"نانا ابو! آپ لوگ بہت غلط کرنے جا رہے ہیں۔" ہاتھوں میں چہرہ لئے وہ روتی چلی گئی، وہ کیسے ایسے شخص کے ساتھ زندگی گزارے گی جس نے ان پانچ سالوں میں ایک بار بھی اس سے سیدھے منہ بات نہ کی تھی، وہ اس کی طرف دیکھنا گوارا نہ کرتا تھا، اس کے ذہن پر تو اس ظالم کے کہے گئے الفاظ نقش تھے۔

وہ میڈیکل کے سیکنڈ ائیر میں تھی جب وقار الحسن کے کسی دوست کی طرف سے ایمان کا رشتہ آیا تھا، انہوں نے اس سلسلے میں نعمان سے بات کی۔

"ابو جی! ایمان ابھی بہت چھوٹی ہے، ابھی کیا جلدی ہے۔"

"بیٹا! ہم چاہتے ہیں کہ ہم جلد از جلد اسے کسی مضبوط بندھن میں باندھ دیں، بیٹا یتیم بچی ہے کل کلاں ہمیں کچھ ہو گیا تو پیچھے اس کا کون ہے۔" آمنہ بیگم نے رنجیدہ لہجے میں کہا تو کچھ دیر تو سب چپ ہو گئے۔

Primenovels.blogspot.com Primenovels.blogspot.com

''بیٹا میری شروع سے خواہش ہے کہ زاویار اور ایمان کا رشتہ جوڑ دیں، تم کیا کہو گے۔''

لیکن افشاں مامی نے زاویار کی پسند کا بہانہ کر کے بڑی سہولت سے انکار کر دیا، وقار الحسن اور آمنہ وقار نے زور نہ دیا اور ایمان کا رشتہ طے کر دیا، لڑکا باہر تعلیم حاصل کرنے گیا تھا، کچھ عرصے بعد لڑکے والوں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ ان کے بیٹے کو کوئی اور پسند ہے اور وہ یہ شادی نہیں کرنا چاہتا، یہ کوئی چھوٹی موٹی بات نہ تھی جو نظر انداز کر دی جاتی، تب پے در پے وقار الحسن کو دو دفعہ ہارٹ اٹیک ہوا، سارے گھر والے صورتحال سے پریشان تھے، ایمان بھی اس دھچکے سے بری طرح متاثر ہوئی تھی، تب ایک روز نعمان کا ہاتھ تھامے وقار الحسن نے ان سے اپنی ایمان کے لئے بھیک مانگ لی، انہیں اب دنیا سے خوف آتا تھا، جانے کیسے لوگ ملیں۔

''بابا! کیا کہہ رہے ہیں آپ ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟'' ان کی بات سن کر زاویار اور افشاں حیران پریشان سے انہیں دیکھنے لگے۔

''بس میں نے کہہ دی، اس جمعے زاویار اور ایمان کے نکاح کی تقریب ہے۔'' ان کا لہجہ دو ٹوک تھا، نعمان صاحب نے جب زاویار سے یہی بات کہی تو اس بات کو سن کر زاویار تڑپ کر بولا۔

''بابا پھر آپ بھی سن لیں میں ایمان سے کبھی بھی شادی نہیں کروں گا، میں مہک کو پسند کرتا ہوں اور اسی سے شادی کروں گا۔''

''زاویار...... میرے بیٹے میری بات سمجھنے کی کوشش کرو، میں ابو جی کے بندھے ہاتھوں کو دیکھ نہیں سکا، دیکھو ایمان یتیم اور بے سہارا ہے اس واقعے کے بعد امی ابو کے خدشات بڑھ گئے ہی پلیز بیٹا۔'' آخر میں ان کا لہجہ دھیما پڑ گیا۔

''بابا! ہم نے کیا یتیموں کا ٹھیکہ لے رکھا ہے، میں بتا رہا ہوں آپ کو، مجھے ہرگز ایمان سے شادی نہیں کرنی۔'' زہر خند لہجے میں کہتا وہ تن فن کرتا باہر نکل گیا، پھر دادا ابو نے خود اس سے التجاء کی تھی وہ ان کے جڑے ہوئے ہاتھوں کو دیکھ کر ہار گیا، مہک نے سنا تو بھڑک اٹھی۔

''مہک! یہ نکاح صرف کاغذی رشتہ ہے جسے وقت آنے پر مجھے ختم کر دینا ہے۔'' زاویار نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا لیکن وہ چپ نہ رہی اور رونے لگی۔

''زاویار! جھوٹی تسلیاں مت دو، آج تم نے اپنے دادا کے جڑے ہاتھوں کو دیکھ کر نکاح کر لیا، کل رخصتی ہو جائے گی اور پھر ایک دن تمہیں اس سے محبت ہو جائے گی۔''

''ایسا کبھی نہیں ہوگا، تم کل بھی میرے لئے اہم تھی، آج بھی ہو اور ہمیشہ رہو گی، تمہاری جگہ ایمان کبھی نہیں لے سکتی۔'' اس نے یہ بات گزرے پانچ سالوں میں پوری کر دکھائی تھی، ایمان میڈیکل کی ٹف پڑھائی میں گم ہو چکی تھی یا شاید خود کو گم کر لیا تھا، ایک ہی گھر میں رہتے رہتے وہ مہینوں ایک دوسرے کی شکل نہ دیکھ پاتے، زاویار اور مہک نے ایک ساتھ ہی Lums سے ایم بی اے کی ڈگری لی تھی اور اب دونوں ایک ہی ملٹی نیشنل کمپنی میں جاب کر رہے تھے، ایک ساتھ آنا جانا، گھومنا پھرنا ان کے درمیان رشتہ اور مضبوط ہو گیا تھا، وقار الحسن اور آمنہ بیگم سب دیکھتے لیکن چپ رہتے، ان دونوں کے بوڑھے ہاتھ اپنے رب کی بارگاہ میں اپنی بیٹی کی خوشیوں کے لئے اٹھتے تو آنکھیں آنسوؤں سے تر ہو جاتیں۔

☆☆☆

کس طرح ختم کریں ان سے اپنا رشتہ اے دل ناداں
جن کو صرف سوچتے ہیں تو ساری دنیا بھول جاتے ہیں

ماضی کے ورقوں کو پلٹتے اس نے اتنا رو لیا تھا کہ اب بہت ہلکی پھلکی ہو گئی تھی لیکن سر میں ہوتا درد سونے نہیں دے رہا تھا، بالوں کو جوڑے کی شکل میں باندھتے، دوپٹہ اوڑھتی وہ کمرے سے نکل آئی، ارادہ تھا کہ چائے کے ساتھ پین کلر لے لے گی، کپ میں چائے انڈیل کر وہ سنک میں خالی برتن رکھنے کے لئے پلٹی ہی تھی کہ اس کی نظر کچن کے دروازے میں کھڑے زاویار پر پڑی، ایک لمحے کو ان دونوں کی نظریں ملیں اور پھر ایمان نے نظروں کا زاویہ پھیر لیا، اس کی سوجی اور روئی روئی آنکھوں کی سرخی وہ دیکھ چکا تھا، وہ جان گیا تھا کہ وہ ڈھیر سارا روئی ہے، ایک پل کے لئے زاویار کو اپنے رویے پر شرمندگی ہوئی، لیکن اگلے ہی پل ایمان کی بے رخی پر تلملا گیا جواب بھی اسے اگنور کر کے سنک میں کھڑی برتن دھو رہی تھی، جانے زاویار کو کیا سوجھی کہ اس کی چائے کا کپ اٹھا لیا کہاں وہ اس کے ہاتھ سے بنی چیز کھانے کا روادار نہ تھا، شاید اسے زیادہ ہی طلب ہو رہی تھی، وہ مڑی تو اس کے ہاتھ میں اپنا کپ دیکھ کر حیرت زدہ رہ گئی۔

''تم اور بنا لو یا یہی چاہیے؟'' سوالیہ نظروں سے دیکھتا وہ کچن کی سلیب سے ٹیک لگائے کھڑا تھا، بلیک ٹی شرٹ اور لائننگ والے آرام دہ ٹراؤزرز میں بکھرے ہوئے بولوں کے ساتھ بھی وہ اچھا خاصا ڈیشنگ لگ رہا تھا، یک دم ہی چونک کر اس نے نظروں کا زاویہ بدل لیا اپنی بے اختیاری پر اسے شرمندگی ہوئی، جانے کیا سوچتا ہوگا۔

وہ چپ چاپ کچن سے نکل آئی، اسی پل لائٹ چلی گئی، رات کے ڈیڑھ بجے یہ لائٹ جانے کا کون سا وقت تھا، کوفت سے سوچتے وہ انٹرس گیٹ کھولتی باہر نکل آئی، بہت کوشش کے باوجود اس سے جنریٹر آن نہ ہوا جانے کیا مسئلہ تھا۔

''پیچھے ہٹو میں کرتا ہوں۔'' اسے اپنے عقب سے آواز آئی، تو وہ ذرا دور کھڑی ہو گئی، جنریٹر آن کر کے وہ سیدھا ہوا تو بے اختیار ہی اس کی نظر اپنے قریب کھڑی ایمان پر پڑی، جنریٹر آن کرنے کی تگ و دو میں اس کے بالوں کا ڈھیلا سا جوڑا کھل گیا تھا اور لمبے ریشمی کالے سیاہ بال پشت پر بکھر گئے، وائٹ سادہ سے کرتے میں لمبے بالوں میں چھپا اس کا وجود کسی کو پاگل کرنے کی پوری طاقت رکھتا تھا، اس کی نظروں کی گہرائی کو محسوس کر کے ایک پل کے لئے تو وہ گھبرائی لیکن اگلے ہی پل بالوں کو سمیٹتی اندر غائب ہو گئی، یہ سب بے اختیارانہ عمل تھا، وہ بھی انسان تھا سو لمحوں کے اثر سے متاثر ہو گیا تھا لیکن پھر سر جھٹکتا خود کو ملامت کرتا اندر کی جانب بڑھ گیا۔

☆☆☆

''مہک! آج رات کہیں ڈنر کا پلان کریں۔''

''سوری زاویار! آج میں فری نہیں ہوں کچھ کام ہے پھر کبھی کریں گے۔'' اس کی طرف دیکھے بنا اس نے سادہ سے لہجے میں کہا۔

''Mahak! is every thing all right (مہک! کیا سب کچھ ٹھیک ہے؟)۔''

''Yes ofcourse مجھے کیا ہونا ہے، تمہیں زیادہ ہی فیل ہوتا ہے۔'' قدرے ناگواری سے کہتی وہ پھر سے اسکرین کی طرف دیکھتے کچھ ٹائپ کرنے لگی، زاویار کچھ دیر کھڑا رہا پھر اپنے آفس کی طرف بڑھ گیا، کچھ دنوں سے وہ محسوس کر رہا تھا کہ مہک تھوڑی اکھڑی اکھڑی سی ہے اور اسے اگنور کر رہی ہے، اسے وجہ سمجھ نہ آ رہی

Primenovels.blogspot.com
Primenovels.blogspot.com

تھی، مہک نے اسے جاتے دیکھا اور کچھ سوچ کر ٹچ اسکرین پر کوئی نمبر پریس کرنے لگی۔

”چلیں ٹھیک ہے، پھر رات میں ملیں گے۔“ لمبی گفتگو کے بعد فون رکھنے سے پہلے اس نے کہا اور مسکراتے ہوئے فون بند کر دیا۔

☆☆☆

وہ فری تھا سو اپنے دوست کے بلانے پر اس کے گھر چلا گیا، دوست نے زبردستی کھانے پر روک لیا گھر آتے آتے وہ لیٹ ہو گیا، گھر سے گاڑی تھوڑے فاصلے پر تھی جب اس نے گیٹ کے سامنے کھڑی گاڑی کو دیکھا۔

”تھینک یو سو مچ ڈاکٹر ارسلان!“ ڈرائیور گھر پر نہ تھا اور گاڑی ورکشاپ پر تھی، ہاسپٹل سے فارغ ہوتے ہوتے دیر ہو گئی، وہ ٹیکسی وغیرہ لینے کا سوچ رہی تھی جب ڈاکٹر ارسلان کی آفر پر نا چاہتے ہوئے بھی وہ ان کے ساتھ آ گئی، نانا ابو اور نانو کو فون کر کے وہ بتا چکی تھی۔

”Its my pleasure.“ اس کے سر جھکا کر کہنے پر وہ مسکرا دی، اس نے اندر آنے کا کہا لیکن ارسلان نے بڑی سہولت سے انکار کر دیا تھا، زاویار کو اس کی مسکراہٹیں اور اس شخص کی ایمان پر پڑی گرم نظروں کی بوچھاڑ دیکھ کر آگ لگ گئی، وہ ایمان کو ایک دوبار پہلے بھی اس شخص کے ساتھ ریسٹورنٹ میں دیکھ چکا تھا، اسے غصہ آ رہا تھا اور شدید جلن محسوس ہو رہی تھی، کمرے میں چکر لگاتا کچھ سوچ کر وہ باہر نکل آیا، پہلے ہی اس کا دماغ مہک کے رویے سے خراب ہو رہا تھا اوپر سے ایمان کو اس ڈاکٹر کے ساتھ دیکھنا، اس سے ہضم نہ ہو رہا تھا۔

وہ نہا کر نکلی اور کمر سے نیچے آتے بالوں کو تولیے سے آزاد کرتی وہ آئینے کے سامنے کھڑی ہوئی ہی تھی کہ دھڑام سے دروازہ کھلنے کی آواز پر چونک کر دیکھا اور حیرت زدہ رہ گئی زاویار سرخ چہرہ لئے کھڑا تھا، وہ جلدی سے بیڈ پر پڑا دوپٹہ لینے کی غرض سے آگے بڑھی ہی تھی کہ ایک جھٹکے سے زاویار نے اس کا بازو پکڑا، دوپٹہ اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گر گیا اور بال کندھے سے ہوتے آگے آ گئے۔

”کون ہے وہ شخص جس کے ساتھ گھومتی پھرتی ہو۔“ الفاظ تھے یا تیر جو وہ اس کے اندر اتار رہا تھا، وہ بمشکل غصہ کنٹرول کر کے بولی۔

”آپ کون ہوتے ہیں مجھ سے سوال جواب کرنے والے اور میں جس مرضی کے ساتھ پھروں آپ کو مسئلہ ہرگز نہیں ہونا چاہیے Its none of your buissness.“

”جسٹ شٹ اپ...... بیوی ہو تم میری اور میں تم سے پوچھنے کا پورا حق رکھتا ہوں۔“ اس کی بات نے اس کو آگ لگا دی تھی۔

”بہت جلدی یاد آ گیا کہ آپ کی کوئی بیوی بھی ہے ان فیکٹ منکوحہ...... پانچ سال تو یاد نہ رہا۔“ وہ ضبط کی انتہا پار کر چکی تھی، پانچ سال کس صبر سے اس نے گزارے تھے، یہ وہ جانتی تھی کیا اسے مہک کے ساتھ دیکھ کر ایمان کو تکلیف نہیں ہوتی تھی؟ اپنا بازو چھڑاتی وہ دور ہوئی اور دوپٹہ درست کر کے پھیلا لیا۔

”ہاں آئندہ میں تمہیں اس شخص کے ساتھ ہرگز نہ دیکھوں۔“ انگلی اٹھا کر اسے وارن کرتا وہ شدید غصے میں تھا۔

”کیوں مانوں میں آپ کی بات اور اپنا حق جا کر اس مہک پر جتائیں، کچھ نہیں لگتی میں آپ کی اور نہ ہی آپ مجھ پر کوئی حق جتا سکتے ہیں۔“ اسے تو سوچ سوچ کر غصہ آ رہا تھا کہ وہ اس پر شک کر رہا ہے جبکہ ڈاکٹر ارسلان اس کے لئے ایک کولیگ سے زیادہ کچھ نہ تھے۔

”فکر نہ کرو، مہک پر بھی حق جتاؤں گا لیکن تب جب اس نکاح کا پھندا گلے سے آزاد ہو گا، بہتر ہے کہ تم شادی سے انکار کر دو ورنہ مہک سے تو میں ہر صورت شادی کروں گا بے شک تم میری زندگی میں ہو یا نہ ہو۔“ کتنا ظالم تھا اسے ذرا ترس نہیں آیا تھا اس پر کتنی سفاکی سے پانچ سالہ رشتے کو ختم کرنے کی بات کر رہا تھا، وہ خالی خالی نظروں سے اسے جاتا دیکھتی رہی، یک طرفہ محبت کا یہ عذاب اسے جانے کب تک جھیلنا تھا، آنسو اس کی گالوں سے ہوتے دامن میں گرنے لگے۔

☆☆☆

گھر میں شادی کی تیاریاں عروج پر تھیں، سڑکوں پر بے وجہ گاڑی بھگاتا وہ نہایت مضطرب دکھائی دے رہا تھا، اس کے ذہن میں مہک کے الفاظ سرسرانے لگے۔

”زاویار! ہمارے راستے اب سے جدا ہیں، تم میرے کبھی تھے ہی نہیں، میں بیوقوف تھی جو تمہارے نکاح کے بعد بھی یہی سوچتی تھی کہ میں تمہیں حاصل کر لوں گی لیکن......“

”مہک میں تم سے پیار کرتا ہوں اور صرف تمہیں اپنانا چاہتا ہوں۔“ ٹیبل پر دھرے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتے زاویار نے بے حد جذب سے کہا، تو مہک نے تیزی سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔

”اچھا...... گڈ مسٹر زاویار حسن! اگر آپ مجھ سے پیار کرتے ہیں تو ایمان سے کیوں نکاح کیا تھا اور اب شادی بھی کر رہے ہیں۔“ طنزیہ تلخ لہجے میں کہتی وہ اسے اجنبی لگی تھی، اس سے پہلے کہ وہ جواب میں کچھ کہتا اس کی بات کاٹ کر وہ بول اٹھی۔

”بس آج سے ہم دونوں کا تعلق ایک دوست اور کزنز سے زیادہ کچھ نہیں۔“ اس کی سخت اور ٹھوس باتوں پر زاویار کو اپنا سانس رکتا ہوا محسوس ہوا۔

”مہک پلیز میری بات سمجھنے کی کوشش کرو، اگر تم کہتی ہو تو میں ایمان کو طلاق دے دیتا ہوں۔“

”پانچ سال میں تو نہ دے سکے، زاویار میں اب تمہاری باتوں میں نہیں آنے والی، پہلے بہت بیوقوف بنی ہوں، گڈ بائے اینڈ بیسٹ آف لک فار یور فیوچر۔“ تیز تیز لہجے میں بولتی وہ ٹک ٹک کرتی ریسٹورنٹ سے باہر نکل گئی، زاویار خالی ہاتھ رہ گیا، اس یہ مہک اس مہک سے بہت مختلف تھی جو ہر صورت اسے اپنانا چاہتی تھی چاہے اس کے لئے اسے دنیا سے لڑنا پڑتا۔

فون کی وائبریشن پر وہ چونکا، جانے کب سے وہ سڑک کنارے گاڑی روکے کھڑا تھا، بابا کا فون آ رہا تھا وہ آج ہی لاہور آئے تھے اور اسے موجود نہ پا کر پریشان تھے، ان کو تسلی دے کر فون آف کر کے اس نے ڈیش بورڈ پر پھینک دیا اور گاڑی کا رخ ڈیفنس ہاؤسنگ سوسائٹی کی طرف موڑ لیا، گھر میں خوب چہل پہل تھی، دادا، دادی تو یوں بڑھ چڑھ کے حصہ لے رہے تھے جیسے بالکل جوان ہوں، ایک ہفتہ پہلے ہی وقار ہاؤس کو روشنیوں سے نہلا دیا گیا، وہ چپ چاپ یہ سب دیکھ رہا تھا، بابا نے اسے بٹھا کر کافی دیر تک سمجھایا لیکن وہ غائب دماغی سے بیٹھا رہا اور پھر باہر نکل گیا اور اس کی واپسی پھر رات کے جانے کون سے پہر ہوئی تھی۔

☆☆☆

آج اس کی مہندی کا فنکشن تھا، نارنجی اور زرد کنٹراس کا فراک پہنے اور پھولوں کے زیور سے لدی وہ اس سادگی میں بھی غضب ڈھا رہی تھی، آمنہ بیگم اور وقار الحسن تو خوشی سے پاگل

Primenovels.blogspot.com Primenovels.blogspot.com

ہوئے جا رہے تھے جو خواہش تھی وہ پوری ہو رہی تھی، آمنہ بیگم نے اسے پیار سے بوسہ دیا اور اس کی نظر اتاری، پھولوں سے سجے جھولے پر بیٹھی اس کی نظروں نے اس مجمع میں اس ستم گر کو تلاشا لیکن وہ ہوتا تو نظر آتا، سارے فنکشن کے دوران سب نے اسے کالز کیں لیکن اس کا فون مسلسل آف جا رہا تھا۔

رات کے دو بج رہے تھے وہ جسمانی اور ذہنی تھکاوٹ سے چور سونے کے لئے لیٹی ہی تھی کہ گاڑی کی آواز سن کر ننگے پاؤں بھاگ کر بالکونی میں آ گئی، زاویار نے گاڑی لاک کر کے اندر جانے سے پہلے ایک نظر لان پر ڈالی جہاں مہندی کے فنکشن کے آثار تھے، پاس پڑی کرسی کو غصے سے ٹھوکر مارتا وہ اندر کی طرف بڑھ گیا، ایمان نے دیکھا اور گہری سانس خارج کرتے اندر آ گئی، اس کے اندر کی گھٹن بڑھنے لگی تھی، کچھ سوچ کر وہ واش روم میں گھس گئی، تھوڑی دیر بعد وضو کر کے باہر نکلی اور جائے نماز بچھا کر اپنے رب کے حضور گڑگڑانے لگی۔

''یا اللہ..... یا رب العالمین..... اگر تو نے اس شخص کو میرا نصیب بنایا ہے تو اس کی محبت بھی مجھے نصیب کر۔'' آنسو لڑیوں کی مانند اس کی آنکھوں سے بہہ رہے تھے، ہاتھ اٹھائے وہ جانے کب تک التجائیں کرتی رہی، رات کے اس پہر پر سکون فضا میں اس کی سسکیاں گونجتی محسوس ہو رہی تھیں۔

☆☆☆

ٹھنڈے پڑتے وجود کے ساتھ وہ حسن کے تمام آلات سے مزین زاویار کے کمرے میں موجود تھی، نانا ابو اور نانو تھوڑی دیر پہلے ہی اس کے پاس سے اٹھ کر باہر گئے تھے، ان کے پاس اس کو دینے کے لئے دعاؤں کے سوا کچھ نہ تھا، کچھ دیر بعد دروازہ کھلنے اور پھر بند ہونے کی آواز آئی تو ایمان کو اپنا دل مٹھیوں میں دھڑکتا محسوس ہوا، شیروانی کو اتار کر صوفے پر پھینکتے اس نے ایک نظر بیڈ کے عین وسط میں سر جھکائے بیٹھی ایمان کو دیکھا تو زاویار کو ایک بار اپنا خسارہ یاد آ گیا، غصے اور بے بسی کی شدید کیفیت اس پر طاری تھی، جانے کیوں وہ اس پل خود پر کنٹرول نہ رکھ پایا اور جھپٹنے کے انداز میں اس کا بازو کھینچتے اسے بیڈ سے اتار دیا، ایمان اس اچانک افتاد کے لئے تیار نہ تھی، جبھی بمشکل سنبھلی۔

''جس جگہ تم بیٹھی تھی نا یہ تمہارے لئے نہیں تھی، یہاں پر میں نے ہمیشہ مہک کو ہی دیکھا اور محسوس کیا، صرف اور صرف تمہاری وجہ سے میں نے اپنی محبت کو کھو دیا۔'' وہ چیخ ہی تو پڑا تھا، ایمان کو اپنے پورے وجود میں کرچیوں کی چبھن محسوس ہونے لگی، اسے اپنے قدموں پر کھڑا رہنا مشکل لگا۔

''دفع ہو جاؤ یہاں سے، نفرت ہے مجھے تمہارے وجود سے سخت نفرت۔'' خود پر کنٹرول کرتا وہ چیخ پڑا، ایمان تیزی سے ڈریسنگ میں گھس گئی، گھنٹے کے بعد جب وہ باہر نکلی تو وہ کمرے میں نہ تھا، اس کے الفاظ تھے یا کوڑے، اسے ذرا خیال نہ آیا کہ پہلی رات ہی اس نے اس کی اہمیت جتا دی تھی، ایمان کا وجود اس کی زندگی میں زبردستی تھوپی ہوئی چیز سے زیادہ کچھ نہ تھا، صوفے پر لیٹے اس نے خالی بیڈ کو دیکھا تو اس کے ذہن میں وہی الفاظ دہرانے لگے۔

''میں نے اس جگہ ہمیشہ مہک کو دیکھا اور محسوس کیا ہے۔'' کتنی گہری ضرب دی تھی اس نے، کشن میں منہ چھپا کر وہ سسک سسک کر رو دی، اب رونا ہی اس کا مقدر تھا۔

☆☆☆

Primenovels.blogspot.com

دن بے کیف اور راتیں بے سرور سی گزرنے لگی تھیں، شادی کے ہنگاموں کے بعد گھر میں ایک بار پھر خاموشی کا راج تھا۔

گیراج میں گاڑی کھڑی کر کے وہ اندر کی طرف بڑھ گیا، پورا گھر سائیں سائیں کر رہا تھا، وقار الحسن اور بیگم وقار اپنے کسی دوست کے ہاں گئے تھے، نعمان اور افشاں واپس کراچی جا چکے تھے، نعمان کی پشاور پوسٹنگ ہو رہی تھی، افشاں کا ارادہ وہاں جانے کا نہیں تھا، وہ لاہور مستقل آنے کا ارادہ رکھتی تھیں، صبح کا نکلا زاویار رات گئے واپس آتا تو لاؤنج میں ایمان کو انتظار کرتے پاتا، وہ اسے کھانا دینے کے لئے بیٹھی رہتی۔

کھانے کا پوچھنے پر زاویار بڑی کاٹ دار نظروں سے اسے دیکھتا اور کچھ بھی جواب دیے بنا سیڑھیاں عبور کرتا کمرے میں چلا جاتا، ایمان نے صبر کا چولا پہننے کا جو فیصلہ کیا تھا اس پر قائم تھی، اسے اپنے تمام فرائض یاد تھے، آج وہ خلاف معمول جلدی آ گیا تھا، پورا گھر خالی تھا، اس نے کمرے میں دیکھا ایمان بھی کہیں موجود نہ تھی۔

''خان بابا!'' وہ اوپر سے ہی انہیں آوازیں دینے لگا، اس کے چیخنے پر خان بابا دوڑے چلے آئے۔

''خان بابا! کہاں ہیں سب؟''

''بیٹا وہ صاحب جی اور بی بی تو اپنے کسی دوست کے ہاں گئے ہیں اور ایمان بٹی تو ابھی ہسپتال سے ہی نہیں آئی۔''

''واٹ؟ ایمان ہاسپٹل گئی ہے۔'' وہ جانے پوچھ رہا تھا یا خود کو یقین دلا رہا تھا۔

''جی بیٹا وہ تو روز ہی جاتی ہیں۔'' خان بابا نے بڑی حیرت بھری نظروں سے اسے دیکھا، زاویار بھی دیکھ چکا تھا جبھی انہیں کافی کا کہتا کمرے میں آ گیا، اسے ہوش ہی کہاں تھی کہ گھر میں کیا ہو رہا ہے۔

''خان بابا! ایک کپ سٹرونگ سی چائے تو کمرے میں بھیج دیں۔'' کچن سے آتی کھٹ پٹ کی آوازیں سن کر اس نے اوپر جاتے جاتے ہی انہیں بلند آواز سے کہا اور کمرے میں آ گئی، بیگ اور اوور آل کو صوفے پر پھینکا، پنکھے کو فل سپیڈ آن کر کے دوپٹے کو لاپرواہی سے بیڈ پر پھینکتی وہ بیڈ کے کنارے ٹک گئی، سینڈلز سے پاؤں آزاد کرتی وہ سیدھی ہوئی ہی تھی کہ اس کی نظر اچانک ٹیرس میں کھلنے والے دروازے پر پڑی۔

کافی کے چھوٹے چھوٹے سیپ لیتا وہ بڑی گہری نظروں سے اسے گھور رہا تھا، وہ گھبرا کر سیدھی ہوئی، وہ اسے اس وقت دیکھ کر واقعی میں حیران رہ گئی تھی کیونکہ کافی عرصے سے اس نے لیٹ نائٹ آنے کی روٹین بنا لی تھی، تبھی وہ بے خبر تھا کہ ایمان ہاسپٹل باقاعدگی سے جا رہی تھی، کافی کا مگ ٹیبل پر رکھ کر وہ اس کے قریب آ کھڑا ہوا، اس کی نظروں سے ایمان کو الجھن ہونے لگی تھی، وہ نہ تو آگے بڑھ کے دوپٹہ اٹھانے کے قابل تھی اور نہ ہی یوں کھڑی رہ سکتی تھی، سائیڈ سے ہو کر وہ نکلنے ہی والی تھی کہ زاویار نے سختی سے اس کی کلائی تھام لی۔

''میرے قریب آنے سے ہی تمہیں گھبراہٹ ہونے لگتی ہے، جبکہ میں تمہارا شوہر ہوں اور جس کے ساتھ دن دہاڑے گھومتی پھرتی ہو تب تو شرم نہیں آتی۔'' ایمان نے بڑے افسوس سے اس کو دیکھا، وہ اتنی گری ہوئی بات کرے گا اس نے سوچا تک نہ تھا۔

''آپ کو شرم آنی چاہیے اپنی بیوی کے بارے میں ایسی بات کرتے ہوئے۔'' طنزیہ لہجے میں کہتے اس نے بڑے ضبط سے کہا تو زاویار نے ایک زوردار تھپڑ اس کے گال پر دے مارا، وہ جھٹکے

Primenovels.blogspot.com

سے بیڈ پر جا گری، آنسو آنکھوں کی سرحد پار کر کے چہرے کو بھگونے لگے۔

''ایک گاڑی آپ لے کر گئے تھے جبکہ دوسری گاڑی نانو لوگ، ڈرائیور کال پک نہیں کر رہا تھا، ڈاکٹر ارسلان کا روٹ بھی تھا ان کے اصرار پر میں ان کے ساتھ آ گئی، زاویار اپنی سوچ ٹھیک کریں، اپنی بیوی پر ہاتھ اٹھاتے آپ کی غیرت کہاں چلی گئی۔'' روتے روتے وہ چیخ پڑی۔

''جسٹ شٹ اپ، میں مر تو نہیں گیا تھا جو تم مجھے فون نہ کر سکی اور ہاں آج کے بعد تم جاب پر نہیں جاؤ گی بس بہت کر لیا شوق پورا۔'' اس کی آخری بات پر وہ رونا بھول کر اسے دیکھتی رہ گئی، وہ کیسے ایسا کر سکتا تھا جبکہ وہ جانتا تھا کہ یہ اس کا پیشہ ہی نہیں اس کا شوق بھی تھا، زور سے دروازہ بند کرتا وہ باہر نکل گیا، ہاتھوں میں چہرہ چھپا کے وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی، جانے اس شخص کے ستم ختم ہونے بھی تھے یا نہیں۔

☆☆☆

ان دونوں کے درمیان پہلے جو تھوڑی بہت بول چال تھی وہ بند ہو چکی تھی، زاویار کی روٹین میں چینج آ گیا تھا اب وہ رات کی بجائے سر شام ہی لوٹ آتا اور کھانا بھی سب کے ساتھ مل کر کرتا، ایمان نے ریزائن دے دیا تھا اور یہ بات جب نانا ابو اور نانو کو پتہ لگی تو وہ برس پڑے۔

''ساری عمر اتنی محنت اس لئے کی تھی کہ گھر بیٹھ جاؤ، اگر گھر ہی بیٹھنا تھا تو ایم بی بی ایس اس جیسی مشکل فیلڈ ہی کیوں اپنائی، میں نے ساری عمر جاب کی نہ تو میرا گھر ڈسٹرب ہوا نہ فیملی۔'' نانو تو اس کے فیصلے پر سخت برہم تھیں، ایمان کچھ نہ بولی چپ چاپ بیٹھی سنتی رہی۔

''میں نے منع کیا ہے اسے جاب کرنے سے، جب میں اتنا کما رہا ہوں کہ اس کی ہر ضرورت پوری ہو جائے تو اسے جاب کرنے کی کیا ضرورت ہے۔'' لاؤنج میں داخل ہوتے زاویار نے نانو کی باتیں سن لی تھیں جبھی سکون سے کہتا صوفے پر دراز ہو گیا اور چینل سرچنگ کرنے لگا، ایمان نے اس ستم گر کو اک نظر دیکھا جو اس کا سکون تباہ کر کے بڑا پرسکون ہو گیا تھا، زاویار پہلے کی طرح اب تو نانا ابو اور نانو سے باتیں بھی کرتا اور اب تو کھانا بھی گھر پر کھاتا جانے اس نے اس رشتے کو قبول کر لیا تھا یا۔

''لیکن زاویار!......'' نانو کچھ کہنے ہی والی تھیں کہ وہ ان کی بات کاٹتے بول اٹھا۔

''گرینڈ ماں یہ ہمارا پرسنل میٹر ہے پلیز۔'' وہ چپ ہو گئیں نانا ابو نے انہیں چپ رہنے کا اشارہ کیا، ایمان کافی دن سے اس کے بدلے تیور دیکھ رہی تھی، البتہ اس سے گریز ہی برت رہی تھی اس دن والا رویہ یاد آتا تو اس کی آنکھیں بھر جاتیں۔

''ایمان! ذرا ایک کپ چائے تو لا دو۔'' وہ جو سوچوں میں گم تھی اس کے اچانک یوں بلانے پر اچھل پڑی اور پھر کڑھتے ہوئے کچن میں چلی گئی۔

☆☆☆

نعمان اور افشاں کے آنے سے وقار ہاؤس میں جیسے رونق آ گئی تھی، افشاں کا رویہ ایمان سے بہتر ہو گیا تھا ورنہ وہ اپنی سگی بہن کے ناراض ہو جانے پر اس سے اکھڑی اکھڑی سی تھیں۔

''زاویار! تمہیں پتا ہے مہک نے شادی کر لی ہے۔'' لاؤنج میں اس وقت صرف وہ دونوں ہی تھے، ایمان انہیں ڈنر کے لئے بلانے آئی تھی ان کی بات سن کر دیوار کی اوٹ میں کھڑی ہو گئی، جہاں سے اسے صرف صوفے پر دراز گود میں

Primenovels.blogspot.com

لیپ ٹاپ رکھے زاویار کی پشت دکھائی دے رہی تھی۔

''جی ماما...... اس نے آفس بھی چھوڑ دیا ہے۔'' اس کے لہجے میں نہ تو حیرت تھی اور نہ ہی کوئی افسوس اور چہرے کے تاثرات بھی نارمل تھے۔

''ہاں...... افسوس ہو رہا ہو گا کہ اس نے آفس چھوڑ دیا ورنہ دیدار ہو جاتا تھا۔'' ایمان اس کے تاثرات نہ دیکھ پائی تھی جبھی خود سے ہی نتیجہ اخذ کرتی باہر نکل گئی۔

☆☆☆

وہ کمرے میں آئی تو زاویار کو بیڈ پر لیٹے پایا، اب وہ اسٹڈی کی جگہ کمرے میں ہی سوتا تھا، ایمان تب کمرے میں جاتی جب اسے اندازہ ہوتا کہ وہ سو چکا ہو گا، وہ پہلے دن سے ہی صوفے پر لیٹ رہی تھی، ماموں کے ایک فرینڈ ڈنر پر انوائیٹڈ تھے، افشاں مامی کے اصرار پر اس نے زرد رنگ کی لانگ شرٹ جس کے گلے پر گہرے گلابی رنگ کے ریشمی دھاگے کا کام تھا اور ساتھ میں سلور باریک ڈوری سے اس کی خوبصورتی میں اضافہ کیا گیا تھا، لائٹ میک اپ اور نازک سی جیولری پہنے وہ اپنی شادی کے بعد پہلی بار تیار ہوئی تھی، وہ عام سے حلیے میں رہتی تھی، نانو جب بھی اسے بننے سنورنے کا کہتی تو وہ خاموش ہو جاتی۔

''کس کے لئے بنوں سنوروں اس شخص کے لئے جس نے پہلی رات ہی اپنے لئے سجی سنوری دلہن کو منہ دکھائی میں یہ تحفہ دیا تھا کہ وہ اس کی جگہ کسی اور کو دیکھتا ہے اور اسے اس سے کتنی نفرت ہے۔'' سیاہ گھنے ریشمی بالوں کی آبشار کو ہلکے سے کیچر لگا کر پشت پر کھلا چھوڑ دیا تھا، بلاشبہ وہ سنہری پری لگ رہی تھی، لاؤنج میں داخل ہوتے زاویار کی نظر جیسے ہی مہمانوں کے درمیان بیٹھی ایمان پر پڑی، اس کی نظریں پلٹنا بھول گئیں، اس کی نظروں کی تپش کو وہ محسوس کر چکی تھی، جبھی بہانے سے اٹھ کر باہر نکل گئی، زاویار کو اپنی بے اختیاری پر نہ تو حیرت تھی نہ ہی شرمندگی، ایک بار پہلے بھی وہ اسے ہی بے اختیار ہوا تھا اسے وہ رات یاد آ گئی جب وہ جنریٹر چلانے گیا تھا، وہ معنی خیز مسکراہٹ کے ساتھ کچھ سوچتا آگے بڑھ گیا۔

چینج کر کے وہ باہر نکلی اور نماز پڑھنے کھڑی ہو گئی، نماز سے فارغ ہو کر اس نے دوپٹہ اتار کر صوفے پر رکھا اور ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی کانوں میں پہنے ٹاپس اتارنے لگی، بالوں کا ڈھیلا سا جوڑا کر کے اس نے ایک نظر آئینے میں ہی بیڈ پر دراز زاویار کو دیکھا جو کروٹ کے بل دوسری طرف رخ کیے لیٹا تھا، کتنی بدقسمت تھی وہ کہ اپنی محبت کو حاصل کرنے کے باوجود تشنہ لب تھی، ٹھنڈی سانس خارج کر کے وہ بیڈ کی طرف بڑھی تکیہ لینے کی غرض سے، رات کے اس پہر نائٹ بلب کی نیلگوں روشنی میں ماحول کتنا پرسکون تھا، جیسے ہی اس نے سرہانے کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ کسی نے ایک جھٹکے سے اسے کھینچا، توازن برقرار نہ رکھتے ہوئے وہ جھٹکے سے گرتی اس کے سینے سے جا ٹکرائی تھی۔

وہ تو سمجھ رہی تھی کہ وہ ہمیشہ کی طرح آج بھی سو رہا ہے لیکن اسے جاگتے پا کر اور خود کو اس کی مضبوط گرفت میں پا کر وہ بدحواس سی ہو گئیں۔

''اگر میرے ساتھ رہنا نہیں چاہتی تھی تو تب انکار کر دیتی، اب کیوں تماشا بنا رہی ہو۔'' اس کی بدحواسی اور گھبراہٹ کو محسوس کر کے اسے غصہ آ گیا جبھی تلخ ہو گیا۔

Primenovels.blogspot.com

"چھوڑیں مجھے۔" وہ ہر صورت اس کی گرفت سے آزاد ہونا چاہتی تھی۔

"آپ تو میری جگہ مہک کو دیکھنا چاہتے تھے پھر اب کیوں۔" وہ روہانسی ہوگئی۔

"اس وقت ہمارے بیچ مہک کہاں سے آ گئی، جہاں اتنا کچھ کرلیا وہاں یہ بھی سہی۔" وہ کہنا چاہتی تھی کہ مہک تو ان کے بیچ ہمیشہ سے ہے لیکن اس کی سانسوں کی گرمی کو محسوس کرتے اس سے بولا نہ گیا، اس کے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اس نے اسے مزید کچھ کہنے سے روکا، اس کے خوبصورت بالوں کا وہ دیوانہ ہوگیا تھا، اب بھی اس کے ریشمی بال کھل کر اسے ڈھانپے ہوئے تھے، آہستہ آہستہ زاویار کی گستاخیاں بڑھتی گئیں اور دو روحوں کا ملن ہوگیا۔

☆☆☆

چہرے پر پانی کے چھینٹے مارتی وہ زار و قطار رو رہی تھی، اس کے اندر کی گھٹن میں اضافہ ہوگیا تھا، رات کی حرکت نے ایمان کو توڑ دیا تھا، اسے اس کی بات یاد آئی تو وہ پھر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگتی، اگر وہ اس کی طرف بڑھا تو تو کسی جذبے کے تحت نہیں بلکہ اپنا فرض ادا کر رہا تھا، اس کا یہی مطلب تھا نا کہ جہاں اس نے اپنے بڑوں کو خوشی کے لئے اتنی قربانیاں دے دیں، وہاں کچھ اور سہی، کسی عورت کی نسوانیت پر کاری ضرب ہوتی ہے جب اس کا شوہر اسے اپنی قربت کا شرف دنیا کی رسم ادا کرنے کو دیتا ہے، ایمان کو اپنا وجود بے مول لگنے لگا، یہ دکھ اس کی رگوں میں خون کی مانند دوڑنے لگا تھا۔

زاویار کی آنکھ کھلی تو ایمان کمرے میں نہیں تھی، مسکرا کر بالوں میں انگلیاں چلاتا وہ واش روم میں گھس گیا، تیار ہو کر وہ ڈائننگ روم میں آیا تو وہ وہاں بھی موجود نہ تھی، نانا ابو نے اس کے آنے پر ایمان کو آواز دی جو کچن سے نکلنے کا نام نہ لے رہی تھی۔

"ایمان بیٹی کہہ رہی ہے کہ وہ بعد میں ناشتہ کرلیں گی ابھی اسے بھوک نہیں۔" اندر آتے خان بابا نے بتایا تو سب چپ ہوگئے۔

ناشتے کے دوران سب کے بلانے پر بھی وہ باہر نہ نکلی، زاویار جانتا تھا کہ وہ اس کی موجودگی کی وجہ سے نہیں آ رہی، ناشتے سے فارغ ہو کر سب کو سلام کرتا وہ آفس کے لئے نکل گیا، اسے کام کے سلسلے میں ارجنٹ اسلام آباد جانا پڑا، اس نے آفس سے ہی گھر اطلاع دے دی تھی اور ڈرائیور کے ہاتھ کچھ ضروری سامان منگوا لیا تھا، جلدی جلدی میں بھی کام نپٹاتے اسے وہاں دو ہفتے لگ گئے، اس دوران اس نے ایمان کو کئی کالز کیں لیکن اس کا فون مسلسل آف جا رہا تھا، گھر کے نمبر پر فون کرتا تو سب سے بات ہو جاتی لیکن وہ ستمگر بات نہ کرتی، دو ہفتے کے دوران وہ ایمان کے رویے کو سوچتا بہت مضطرب ہو چکا تھا جانے وہ کیوں ایسا کر رہی تھی۔

☆☆☆

"بعض اوقات خود سے کیے گئے قیاس، غلط فہمیوں کو جنم دیتے ہیں اور غلط فہمیاں نا صرف رشتوں کی خوبصورتی کو بگاڑتی ہیں بلکہ انسان کو بے سکون اور بے چین بھی کر دیتی ہیں۔"

رات کا جانے کون سا پہر تھا لیکن نیند اس کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی، اس نے ایک نظر بیڈ پر اپنے برابر میں دیکھا جہاں جگہ خالی تھی، ایسے ہی اسے اس ستمگر کے بنا یہ کمرہ اور اپنا آپ خالی لگ رہا تھا، گھٹن محسوس کرتی وہ اٹھ کر باہر نکل آئی، چپل سے پاؤں آزاد کر کے وہ ننگے پاؤں ٹھنڈی ٹھنڈی گھاس پر چلنے لگی، اس کے اندر کی بے چینی ختم ہونے میں نہ آ رہی تھی، سوچتے سوچتے اس کا دماغ پھٹنے لگتا لیکن دماغ میں اودھم مچاتا سوال اسے پاگل کرنے کو کافی تھا۔

"زاویار کی زندگی میں آخر تمہاری اہمیت کیا ہے ایمان؟" وہ خود سے سوال کرتی لیکن جواب نہ پا کر مضطرب ہو جاتی، کبھی قربت کے لمحوں میں بخشی اس کی عنایتوں کو سوچتی تو دل چاہتا کہ سب بھول بھال کے اس کے سنگ جیوں لیکن...... وہ تو مہک کو پسند کرتا تھا پھر اس نے یہ رشتہ کیسے قبول کیا؟ کیا وہ میری ذات کو زبردستی قبول کرنے پر مجبور ہوا ہے؟ خود سے سوال در سوال کرتی وہ بھول چکی کہ جس رب رحیم نے ان کا نصیب جوڑا تھا اس کے لئے دلوں میں جگہ پیدا کرنا کیا مشکل تھا؟

یہ ہمارے ایمان کی کمزوری اور یقین کی کمی ہے جو ہمیں وسوسوں کا شکار کر دیتی ہے۔

☆☆☆

آمنہ وقار کی کوکنگ شاندار تھی، نعمان پشاور سے ایک دو دن کے لئے آئے تھے پہلے تو افشاں تھی تو دل لگا رہتا تھا لیکن اب بیچارے اکیلے تھے کیونکہ افشاں نے لاہور ہی میں رہنے کا فیصلہ کیا تھا۔

زاویار صبح صبح اسلام آباد سے واپس آیا تھا اور آتے ہی فریش ہو کر بستر پر جا گرا تھا اور اب دوپہر ہونے کو تھی لیکن وہ بے سدھ سو رہا تھا، سب کے کہنے پر ایمان دو تین دفعہ کمرے کا چکر لگا آئی تھی لیکن اسے سوتا دیکھ کر واپس آ گئی تھی، ڈھیلی ڈھالی سی شرٹ اور ٹراؤزرز میں کشادہ پیشانی پر بکھرے بالوں کے ہمراہ سرہانے کو بازوؤں میں لئے وہ بے خبر سو رہا تھا، اس کا محبوب، اس کا شوہر، اس کا محرم اس کے پاس تھا پھر وہ کیوں خدشات کو لئے پھر رہی تھی، اس نادان لڑکی کی بے وقوفی تھی لیکن وہ بھی کیا کرتی اس کی زبان کے دیئے گھاؤ اسے بھولتے نہ تھے، اس کا دھتکارنا، اس کی نظروں سے جاتا نہ تھا، آنسو بے بس ہو کر چھلک پڑے، تب ہی اسے قریب سے زاویار کی آواز سنائی دی تو وہ گھبرا گی، مندی مندی آنکھیں کھولے وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"مسز! آپ کے ہسبینڈ تو آپ کے پاس موجود ہیں پھر رو کس خوشی میں رہی ہیں۔"

"وہ میری آنکھ میں کچھ چلا گیا تھا، میں رو تو نہیں رہی۔" وہ تیزی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ارے کہاں جا رہی ہو؟ اتنی ظالم ہو اپنی آواز سے بھی محروم رکھا، اب تھوڑی دیر تو پاس بیٹھ جاؤ۔"

"سب کھانے پر آپ کا انتظار کر رہے ہیں جلدی سے نیچے آ جائیں۔" اس کی بات کو اگنور کرتی وہ تیزی سے کہتی باہر نکل گئی، زاویار کے چہرے کی مسکراہٹ غائب ہوگئی تھی، وہ اس لڑکی کا رویہ سمجھنے سے قاصر تھا، آمنہ نے آج لنچ خود تیار کیا تھا، سندھی بریانی، کوفتے، کباب اور میٹھے میں گاجر کا حلوہ، وقار ہاؤس کتنا مکمل اور خوشیوں سے بھرپور تھا، کھانا بڑے ہی خوشگوار ماحول میں کھایا گیا، افشاں کو اس پل اپنے گھر کا سکون دیکھ کر اپنے ساس سسر کا فیصلہ درست لگا، کھانے کے بعد سب وقار الحسن کے کمرے میں جمع ہو گئے، نعمان کے آنے پر یوں ہی محفل جمتی تھی، چائے بنانے کی غرض سے ایمان باہر تھی۔

"برخوردار! اب تو بس ایک ہی خواہش باقی ہے۔" وقار الحسن نے اپنے ساتھ بیٹھے زاویار کی کمر کو تھپکتے ہوئے کہا، وہ حیران سا انہیں دیکھنے لگا۔

"مائی ڈیئر سن! حیران کیوں ہو رہے ہو، ابو جی کا اشارہ بچوں کی طرف ہے۔" بات سمجھ کر زاویار ہنس دیا۔

Primenovels.blogspot.com
Primenovels.blogspot.com

''یار میرا دل کرتا ہے گھر میں خوب رونق ہو، ویسے ایک دو بچوں والا کنسیپٹ غلط ہے، اب ہمیں دیکھو کیسے اکیلے زندگی گزار دی ایک بیٹا وہ بھی دور بیٹھا ہے، بس کیا کریں ہماری بیگم نے ہماری سنی ہی نا۔'' وقار الحسن بڑے موڈ میں تھے، جبھی چھیڑنے والے انداز میں بولے تو آمنہ بیگم تو مسکرا بھی نہ سکیں بلکہ گھور کر رہ گئیں۔

''وقار! کچھ تو لحاظ کریں۔'' خفگی سے انہیں گھورتی انہوں نے کہا تو سب مسکرا دیے، اسی پل ایمان ٹرے تھامے اندر آ گئی، وہ بھی اپنے نانا جان کی بات سن چکی تھی۔

''ابو جی ٹھیک کہہ رہے ہیں، ہماری بیگم بھی ایک بچہ پالیسی پر کاربند تھیں جبکہ یہ پالیسی چینیوں پر نافذ تھی، اب پچھتاتی ہیں۔''

ہمیشہ چپ اور سیریس رہنے والے ماموں زیادہ ہی خوش نظر آ رہے تھے جو دل کے زخم دکھانے لگے تھے، ان کی بات سن کر جہاں بے ساختہ سب کے قہقہے چھوٹے وہیں افشاں مامی شرم سے لال پیلی ہو گئیں تھیں۔

''بیٹا! اب تم نے ہماری عملی مثالوں سے سبق سیکھنا ہے اور چائنیز پالیسی تو اپنانے کا سوچنا بھی مت۔'' زاویار کے کندھے پر اپنا بازو پھیلاتے نعمان نے کہا تو سب کی ہنسی ایک بار پھر چھوٹ گئی البتہ اس بار لال پیلی ہونے کی باری ایمان کی تھی، زاویار کی گرم گرم نظریں اس کے شرماتے لبھاتے وجود پر جم گئیں تھیں جو لال بھبھوکا چہرہ لئے باہر نکل گئی تھی۔

☆☆☆

بعض اوقات وقت انسان پر مہربان نہیں ہوتا، خدشات دل سے نکالتی وہ بہت ہلکی پھلکی ہو گئی تھی، اسٹڈی روم کی صفائی کرواتے اس کی نظر ریک میں پڑے فوٹو البم پر پڑی تو اس نے نکال لیا، وہ ساری تصویریں Lums میں پڑھائی کے دوران کی تھیں، اتنے خوبصورت پوز تھے ان دونوں کے، جگہ جگہ ایک ساتھ ہنستے مسکراتے وہ ایک دوسرے کے لئے ہی لگ رہے تھے، ایک تصویر کے پیچھے جو مہک کا کلوز اپ تھی لکھا تھا۔

''مائی بیوٹی۔'' وہ یقیناً زاویار کی رائٹنگ تھی، اس کے ساتھ ہی مہک کا لکھا جواب بھی موجود تھا''Its all your,s'' ایمان نے فوٹو البم واپس اپنی جگہ پر رکھ دیا، اسے اپنے اندر کچھ ٹوٹتا محسوس ہوا، ان دونوں کی محبت میں اسے اپنا آپ بہت مس فٹ لگا، میں کیسے بھول گئی کہ زاویار کی پسند تو مہک ہے، میں نہیں، اس نے بے شک یہ رشتہ قبول کر لیا ہے لیکن دل سے ہرگز نہیں کیا ہوگا، کسی کی پسند کیا اتنی جلدی بدل جاتی ہے، لیکن اس کی گرم لودیتی نظریں یاد آتیں تو وہ پزل ہو جاتی۔

''یقیناً اس شخص نے سب کو دکھانے کے لئے کہ وہ خوش ہے، ماسک چڑھایا ہے۔''

''زاویار! کاش تم جیسے تھے ویسے رہتے لیکن جذبات میں منافقت ہرگز نہ کرتے، میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی۔'' روتے ہوئے وہ کرسی پر گرنے کے انداز میں بیٹھ گئی اسے اپنا سر چکراتا ہوا محسوس ہوا۔

☆☆☆

زاویار آفس سے آیا اور سیدھا کمرے میں چلا آیا، واش روم سے پانی چلنے کی آواز آ رہی تھی، جوتے اتار کر وہ کپڑے لینے کی غرض سے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھا لیکن ادھ کھلے واش روم کے دروازے سے نظر آتا منظر دیکھ کر ٹھٹک گیا، سنک پر جھکی ایمان دہری ہوئی جا رہی تھی، وہ تیزی سے آگے بڑھا، اسے تھام کر اس نے صوفے پر بٹھایا اور اس کے برابر میں بیٹھ گیا۔

''آر یو اوکے۔'' اس کے لہجے میں پریشانی تھی۔

''جی ٹھیک ہوں۔'' وہ اٹھنے لگی کی زاویار نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

''ایمان!'' اس کا چہرہ اونچا کرتے اس نے دھیمے سے اسے پکارا، ایمان ہنوز نگاہیں جھکائے بیٹھی رہی۔

''کوئی پرابلم ہے تو شیئر کرو، کیوں ہر وقت اداس رہتی ہو۔'' اس کا ہاتھ تھامے وہ نرمی سے کہہ رہا تھا، اس کا رویہ وہ کافی دن سے بہت الجھا الجھا محسوس کر رہا تھا۔

''مجھے کوئی پرابلم نہیں۔'' اپنا ہاتھ چھڑاتی وہ کمرے سے نکل گئی، اسی لمحے زاویار کا فون بجنے لگا، اسکرین پر ''مہک کالنگ'' جگمگا رہا تھا، مہک واپس آ گئی تھی انگلینڈ سے شادی کے بعد وہ انگلینڈ چلی گئی لیکن اب پھر آ گئی تھی۔

''تم نکلو میں بس پانچ منٹ تک آتا ہوں۔''

تھوڑی دیر بعد تیار ہو کر زاویار گاڑی لے کر نکل گیا، اس رات ہی ایمان کو What,s app پر کسی انجان نمبر سے کچھ میسج (تصویریں) ملے، تصویریں دیکھنے پر اس کے پاؤں تلے زمین نکل گئی، وہ کسی ریسٹورنٹ میں بیٹھے زاویار اور مہک کی تصویریں تھیں کئی جگہ زاویار کا ہاتھ مہک کے ہاتھ پر تھا، غصے کا بے اختیار ریلا اس کے اندر اٹھا۔

''جہاں اتنا کچھ کر لیا وہاں یہ بھی سہی۔'' اس کے الفاظ اس پر کوڑوں کی صورت برسنے لگے، اس شخص نے صرف دوسروں کی خوشی اور اپنی جسمانی اور نفسیاتی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے اسے استعمال کیا تھا، کئی مواقع پر ایمان سوچتی کہ شاید وہ فضول سوچ رہی ہو، ہو سکتا ہے زاویار کو اس سے محبت ہو گئی ہو، ایک بار پھر احساس کمتری اور اپنی نسوانیت کو روندنے کا دکھ اسے پاگل کرنے لگا۔

☆☆☆

اس کی حالت دن بدن عجیب ہو رہی تھی، اسے اپنے اندر کی تبدیلیوں کا ادراک تھا جبھی بے انتہا اذیت ہو رہی تھی، کمرے میں آئی تو بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر بیٹھا زاویار لیپ ٹاپ پر کام میں مصروف تھا، زور سے آتی ابکائی کو روکتی وہ واش روم کی طرف بھاگی۔

اس کی حالت دیکھ کر زاویار کو پریشانی ہونے لگی، نہ کچھ بولتی تھی، نہ ہنستی بولتی تھی جانے اسے کون سا دکھ اندر ہی اندر کھائے جا رہا تھا۔

''چلو ڈاکٹر کے پاس چلتے ہیں؟'' اس کا ہاتھ تھام کر اسے اٹھانے اس نے کہا تو ایمان چیخ پڑی۔

''کچھ نہیں ہوا مجھے، کہا نا کہ نہیں جانا مجھے کہیں۔'' وہ اٹھی ہی تھی کہ چکرا کر گر گئی تھی، اپنے بازوؤں میں جھولتی ایمان کو بے ہوش ہوتا دیکھ کر زاویار گھبرا گیا اور اگلے ہی لمحے اسے بیڈ پر لٹا کر نمبر ملانے لگا، تھوڑی دیر ہی ڈاکٹر آ گیا، چیک اپ کے بعد اس نے جو خبر دی اسے سن کر سب کے پریشان چہروں پر خوشی کے رنگ بکھر گئے، خوش تو زاویار بھی بہت تھا لیکن ایک چبھن باقی تھی، ایمان خود ڈاکٹر تھی، وہ اپنی حالت سے بے خبر نہ ہوگی پھر اس نے چھپایا کیوں، وہ کیوں پریشان تھی، ان تمام سوالوں کے جواب ایمان کے پاس تھے لیکن کچھ بولتی ہی نہ تھی، ایک پل کو تو ایمان کا دل چاہا کہ اس ستم گر سے پوچھے کہ وہ کیوں ایسا کر رہا ہے کہ ملتا کسی سے تھا اور یہاں بھی اس کے سامنے اس کا خیر خواہ بنا رہتا، لیکن چپ رہ جاتی صرف یہ سوچ کر کہ شاید وہ بھرم رکھ

Primenovels.blogspot.com Primenovels.blogspot.com

رہا ہے رشتے کا، اگر اس کے پوچھنے پر اس نے کہہ دیا کہ وہ صرف یہ رشتہ نبھاتا رہا ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں، تو وہ مر جائے گی، اسے یہ بھرم قائم رکھنا تھا۔

☆☆☆

ان دنوں زاویار بہت ڈسٹرب تھا، ایک طرف تو وہ ایمان کی طرف سے پریشان تھا اور دوسری طرف ایمان کا رویہ، وہ خود سے بہت لاپرواہ ہو گئی تھی نا کھانے پینے کا خیال رکھتی اور نہ ہی میڈیسن وقت پر لیتی، باقی گھر والوں کے ساتھ اس کا رویہ بہتر تھا، لیکن اس کی طرف دیکھنا وہ پسند نہ کرتی، اس کے لاسٹ منتھ (مہینے) چل رہے تھے اور وہ بہت ویک ہو گئی تھی، ایک دن تنگ آ کر اس نے اسے کہہ ہی دیا۔

"ایمان میں نہیں جانتا کہ تم یہ سب کیوں کر رہی ہو لیکن اتنا ضرور جان گیا ہوں کہ تم مجھ سے محبت نہیں کرتی، ایک بات بتاؤں، مجھے ہمیشہ لگتا تھا کہ تم مجھے پسند کرتی ہو تمہاری آنکھیں مجھے دیکھ کر چمکنے لگتی تھیں لیکن اب مجھے احساس ہوا کہ وہ سب فریب تھا۔"

"بعض اوقات ہم جسے محبت سمجھتے ہیں وہ نظروں کا دھوکہ ہوتا ہے۔"

"اور میں نے زندگی میں یہی سیکھا ہے۔ افسوس تو مجھے اس بات کا ہے کہ تمہاری زندگی دادا دادی کے ایک غلط فیصلے کی نظر ہو گئی، افسوس کہ میری محبت اور توجہ بھی تمہیں میرا نہ بنا سکی۔" کتنے دکھ سے اس نے کہا تھا، ایمان کو اپنے دل کے ٹکڑے ہوتے محسوس ہوئے، اس کی آنکھوں کی سچائی سے وہ مضطرب ہو گئی، اس کی محبت اس کی وجہ سے تکلیف میں تھی، وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

اس کا آخری جملہ اس پر کوڑے برسانے لگا، کہاں غلطی تھی، کہاں اور کیسے ان کے درمیان غلط فہمی پیدا ہوئی وہ سوچتی گئی۔

☆☆☆

گھر میں مکمل خاموشی تھی، سب اپنے اپنے کمروں میں تھے، کافی دیر تک لان میں واک کرنے کے بعد وہ اندر آ گیا، اوپر جانے کے لئے اس نے پہلی سیڑھی پر قدم رکھا ہی تھا کہ ایمان کے کمرے کا بند دروازہ دیکھ کر اسے کچھ یاد آ گیا، کچھ دن پہلے کی بات ہے کہ رات کو اس کی آنکھ کھلی تو اپنے برابر میں خالی جگہ دیکھ کر تھوڑا حیران ہوا لیکن یہ سوچ کر لیٹا رہا کہ شاید واش روم میں ہو، کافی دیر تک جب وہ نہ آئی تو پریشان سا اٹھ گیا، کمرے میں وہ کہیں نہ تھی، سیڑھیاں اترتے اس نے ایمان کے کمرے کی جلتی لائٹ دیکھ لی تھی، کھڑکی سے اندر کا منظر وہ دیکھ سکتا تھا، بیڈ پر بیٹھی ڈائری گود میں رکھے وہ کچھ لکھتی جاتی اور ساتھ ساتھ روئے جا رہی تھی، وہ جیسے دبے پاؤں گیا تھا ویسے ہی واپس آ گیا، اس لمحے وہ واقعہ اس کی نظروں کے سامنے سے گھوم گیا، وہ اس کے روم میں آیا، اس نے ہر جگہ دیکھ لیا لیکن اسے وہ ڈائری کہیں نظر نہ آئی، اچانک کچھ سوچ کر اس نے بیڈ کا گدا اٹھایا تو بلیک کور والی وہ ڈائری اسے نظر آ گئی، وہ ڈائری کو لے کر وہیں بیٹھ گیا، کھولتے ہی اسے دھچکا لگا، اس کی تصویر پہلے صفحے پر اسٹیچ تھی اور نیچے لکھا تھا۔

"زاویار حسن! میری محبت، میرا عشق، میری زندگی۔" جوں جوں وہ پڑھتا گیا اس پر حقیقت کھلتی گئی، شادی کی رات والی باتوں کا ذکر بھی کیا تھا۔

"جب میں سوچتی ہوں کہ زاویار نے کسی جذبے کے تحت نہیں رسم نبھانے کو اپنی قربت کا شرف مجھے دیا تو میرا دل کرتا ہے کہ میں خود کو مار لوں، اس نے میری روح کو گھائل کیا ہے۔" ہر بات وہاں درج تھی، سٹڈی میں دیکھی گئی البم کا ذکر اور پھر What,s app پر موصول ہونے والی فوٹو۔

یہاں وہ ٹھٹکا، کون سی تصویریں تھیں وہ جس نے ایمان کو یقین دلانے پر مجبور کر دیا کہ میں اسے دھوکا دے رہا ہوں، وہ سوچ میں پڑ گیا اور جو آخری بات اس ڈائری میں درج تھی وہ اس رات کی تھی جس دن زاویار نے بڑے افسوس سے اس سے بہت کچھ کہا تھا۔

"وہ کہتا ہے کہ اسے اب لگتا ہے کہ مجھے اس سے محبت نہیں، ہمارے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟ میں کیسے یقین دلاؤں کہ میں اسے کتنا چاہتی ہوں۔" ڈائری لئے وہ کمرے سے نکل گیا۔

کمرے کا دروازہ بند کر کے اس نے ڈائری کو سائیڈ ٹیبل پر رکھا اور ایمان کا موبائل اٹھا لیا جس پر کوڈ لگا تھا لیکن وہ جانتا تھا کہ کیا پاس ورڈ ہو گا، اس نے کی پیڈ پر اپنا نام ٹائپ کیا تو لاک کھل گیا، تصویریں دیکھنے سے پہلے اسے جھٹکا لگا اور آہستہ آہستہ ساری الجھی گتھیاں سلجھتی گئیں۔

☆☆☆

شادی کے بعد آفس جاب کرنے پر اسے معلوم ہوا کہ مہک آفس چھوڑ چکی ہے اور وہیں اسے دوسرا دھچکا ایک اور خبر سن کر لگا، اسے کولیگ نے اسے بتایا تھا کہ اسے اب جاب کرنے کی ضرورت نہیں رہی کیونکہ اس نے فرم کے مالک کے بیٹے سے شادی کر لی ہے، ایک دفعہ تو اسے یقین نہ آیا لیکن اپنے کانوں سے سننے پر اسے یقین آ گیا، وہ مہک کی طرف اس سے پوچھنے گیا تھا کہ اس نے ایسا کیوں کیا، دراصل شروع میں اس کا یہی ارادہ تھا کہ وہ ہر صورت ایمان کو طلاق دے دے گا، اسے مہک کو ہر صورت پانا تھا چاہے اس کے لئے اسے اپنے گھر والوں کو ہی چھوڑنا پڑتا لیکن اس کی باتیں سن کر وہ سن رہ گیا۔

"ماما! دیکھا آپ نے کہ آپ کی بیٹی نے کیسے ایک ہی تیر سے دو شکار کر ڈالے ولید (اس کا شوہر) جیسے امیر کبیر شخص کو بھی حاصل کر لیا اور زاویار کو بھی بڑی آسانی سے رستے سے ہٹا دیا، وہ ساری عمر اسی بات کا غم مناتے گزار دے گا کہ ایمان کی وجہ سے وہ مجھے حاصل نہ کر سکا جبکہ مجھے اب اس میں کوئی دلچسپی نہیں رہی۔" بڑے فخریہ انداز میں کہتی وہ اپنے کارنامے بیان کر رہی تھی۔

"اور وہ ایمان!" اس کے لہجے سے ہی ایمان کے لئے نفرت کی بو آ رہی تھی۔

"بیچاری ساری عمر زاویار کی محبت کے لئے ترستی رہے گی۔" زاویار الٹے قدموں پر واپس چلا گیا، وہ سوچتا تو اس کا دماغ پھٹنے لگتا، اسے یقین نہ آیا کہ محبت فریب بھی ہو سکتی ہے، آہستہ آہستہ اسے ایمان سے کی گئیں اپنی زیادتیاں یاد آتی گئیں، وہ معصوم اور سادہ سی لڑکی آج تک اس کے ہر ظلم اور زیادتی کو صبر سے سہہ رہی تھی، وہ رات گئے گھر جاتا تو اسے اپنے انتظار میں پاتا، اس کا ہر کام اور ہر ضرورت وہ بن کہے پوری کر دیتی تھی لیکن اس نے اس کے ساتھ کیا کیا، اس کے خوابوں کو روند ڈالا، اس پر شک کیا اور ہر لمحہ اسے احساس دلایا کہ وہ میری ذات پر بوجھ ہے، مجھے اس سے کس قدر نفرت ہے، اپنا رویہ یاد کر کے اسے شرمندگی ہوئی، اس نے سب کچھ ٹھیک کرنے کی ٹھانی، وہ کسی غرض کی تحت نہیں بلکہ سچے جذبات سے اس کی طرف بڑھا تھا مگر تب شاید وقت اس کے ہاتھ سے نکل چکا تھا اور ہاں اس دن جو اسے مہک کی کال آئی تھی وہ اس دن آخری بار اسے اپنا فیصلہ سنانے گیا تھا، مہک کی ولید سے لڑائی ہو گئی تھی کیونکہ ولید ٹائم پاس

Primenovels.blogspot.com
Primenovels.blogspot.com

کرنے والا بگڑا ہوا لڑکا تھا اس طرح ان دونوں کی علیحدگی ہو گئی، مہک ایک بار پھر زاویار کی طرف بڑھی تھی لیکن وہ اب سچائی سے واقف تھا، اس دن بھی اس نے مہک کو بتا دیا کہ وہ اس کی حقیقت جان چکا ہے، تب مہک روتے ہوئے اسے معافی مانگنے لگی تھی، اسے اس پر ترس آ گیا تھا اور اسے تسلی دینے لگا۔

☆☆☆

ایمان دم سادھے بیٹھی اس کے منہ سے ساری حقیقت سن رہی تھی۔

"یا اللہ! میں نے زاویار کو کتنا غلط سمجھا۔" وہ سوچ کر رہ گئی۔

"ایمان! میں جانتا ہوں کہ شروع میں غلطی میری تھی مگر میں جب تمہاری طرف بڑھا تو دل کی رضا اور سچائی کے ساتھ بڑھا تھا، کتنا عرصہ ہم دونوں نے ایک غلط فہمی کی نظر کر دیا، کاش تم ایک بار مجھ سے کھل کر بات تو کرتی، ہاں یہ بات ٹھیک ہے کہ مجھے مہک پسند تھی، پسند تو بہت سی چیزیں ہوتی ہیں اور پسند تو بدلتی رہتی ہے، لیکن محبت کسی ایک سے ہوتی ہے کسی خاص سے، تم میری بیوی تھی اور مجھے تم سے کیسے محبت ہو گئی یہ میں نہیں جانتا لیکن اتنا ضرور کہوں گا کہ جس رب العزت نے ہمارے نصیب جوڑے تھے اس نے ہی محبت مجھ پر الہام کر دی۔" وہ سب کہہ کر رکا نہیں اور باہر نکل گیا، پیچھے ساکت بیٹھی ایمان ہچکیوں سے رو دی۔

روتے روتے وہ کب سو گئی اسے پتا نہ چلا، اپنے پہلو میں اٹھتی ٹیسوں کی تکلیف سے اس کی آنکھ کھل گئی، زاویار اس سے کچھ فاصلے پر ہی بیڈ پر دراز تھا، جب درد حد سے زیادہ ہونے لگی تو اس نے زاویار کا کندھا ہلایا، وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا اور اسے درد سے دہرا ہوتے روتے دیکھ کر جلدی سے آگے بڑھا۔

☆☆☆

فجر کی اذانوں کے وقت زاویار حسن کے ہاں صحت مند بیٹے کی پیدائش ہوئی، خوش خبری سنتے ہی وہ ہاسپٹل سے نکل گیا، اسے رب کے حضور سجدہ شکر بھی تو بجا لانا تھا، ایمان نے جس چہرے کو تلاشنا چاہا وہ وہاں نہ تھا، تبھی دروازہ کھلا اور وہ ستمگر اندر داخل ہوا، اسے آتا دیکھ کر نعمان اور افشاں باہر نکل گئے، وقار الحسن عقیقے کے انتظامات کرنے گئے تھے، جبکہ آمنہ وقار شکرانے کے نفل ادا کر رہی تھی، کمرے میں اس وقت صرف وہ دونوں تھے، زاویار نے آگے بڑھ کر اسے دیکھا جو بہت ہی کمزور دکھ رہی تھی، رنگت ایسے لگ رہی تھی جیسے کسی نے جسم سے سارا خون نچوڑ لیا ہو، چہرے پر تھکاوٹ کے آثار واضح دکھائی دے رہے تھے، زاویار نے اس کے چہرے کے گرد بکھرے بالوں کو سمیٹا اور اس کا ماتھا چوم لیا۔

"تھینک یو ایمان!" اس کا ہاتھ تھامے اس نے بڑے جذب سے کہا۔

"کس لئے؟"

"ہماری محبت کی اس خوبصورت نشانی کا تحفہ دینے پر۔" اس کے ساتھ لیٹے کمبل میں لپٹے اپنے بیٹے کو اٹھاتے اس نے کہا تو وہ مسکرا دی، جسے وہ ستمگر سمجھتی رہی وہ تو خدا کی رحمت کا انعام تھا جو زاویار حسن کی صورت میں اس پر برسائی گئی تھی، زاویار بچے کو سینے سے لگائے محبت پاش نظروں سے ایمان کو دیکھ رہا تھا، دونوں کے دل اور آنکھیں مسکرا رہی تھیں اور زندگی تو اب ہنستے مسکراتے محبتیں سمیٹتے گزرنی تھی۔

☆☆☆

Primenovels.blogspot.com